بخشی غلام محمد پرائم منسٹر

جموں و کشمیر کی

تقریر

جو انہوں نے

۱۳ مارچ ۱۹۵۸ء

کو

قانون ساز کونسل میں کی

Speech delivered by

Bakhshi Ghulam Mohammad,

Prime Minister,

Jammu & Kashmir

in the

LEGISLATIVE COUNCIL.

[وزیر اعظم جناب بخشی غلام محمد نے ۱۲ مارچ ۱۹۵۵ء کو جموں و کشمیر قانون ساز کونسل میں ریاست کے ۵۶-۱۹۵۵ء کے بجٹ پر ایک عالمانہ اور مدلل تقریر کی جس میں اُنہوں نے ریاست کی اقتصادی تعمیر جدید کے علاوہ حالیہ سیاسی حالات پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ اور سیاسی استحکام کو قائم رکھنے کے متعلق حکومت کی پالیسی کی وضاحت کی جس کی تفصیلات حسب ذیل ہیں :-]

ریاست مالی اعتبار سے مستحکم طور پر ترقی کی جانب بڑھ رہی ہے

بجٹ کے متعلق تفصیلی اعداد و شمار کی روشنی میں واضح ہے کہ اس سال ریاست کے اندرونی ذرائع سے دو کروڑ سے اُوپر رقم اس سال کے پلان بجٹ کیلئے خرچ کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی ٹیکسوں میں جو حصہ ہماری ریاست کا بنتا ہے اُس میں سے بھی تین کروڑ روپیہ اس سال پلان بجٹ پر خرچ کیا جارہا ہے۔ آج کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ریاست جموں و کشمیر کو ایڈ ہاک بنیادوں پر کوئی رقم مل رہی ہے۔ ہماری ریاست کو مالی معاملات کے بارے میں ہند کی دوسری ریاستوں کے برابر درجہ دیا گیا ہے۔ اور ریاست کو جو کچھ بھی مل رہا ہے وہ اس کا حق ہے۔ ہم نے زیادہ کروڑ روپیہ کیلئے فائنینس کمیشن کے سامنے اپنا حق جتلایا تھا۔ مگر انہوں نے اس میں صرف ۳۴ کروڑ ۰۰ لاکھ روپے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ تاہم میں اور میری حکومت فائنینس کمیشن کے بہت زیادہ مشکور ہیں۔

اقتصادی ترقی

حکومت اپنی آمدن کو ریاست کے عوام کی سماجی اور اقتصادی ترقی کے لئے صرف کر رہی ہے چنانچہ ماضی میں جہاں تعلیم پر صرف چند لاکھ روپے خرچ کئے جاتے تھے وہاں اس سال نارمل بجٹ میں سے ڈیڑھ کروڑ روپیہ تعلیم پر خرچ کیا جارہا ہے اسی طرح اس سال غذا کی پیداوار بڑھانے پر سب سے زیادہ زور دیا جارہا ہے اور اس سے متعلقہ دوسرے محکمہ جات، دیہات سدھار، افزائش حیوانات اور آبپاشی پر بھی کافی روپیہ خرچ کیا جارہا ہے۔ گذشتہ سال بے وقت کی بارش اور برفباری نے ریاست میں تباہی مچائی تھی کشمیر کا آبپاشی سسٹم بالکل تباہ ہوگیا تھا اور غذائی حالت کو سخت دھکا لگا۔ مگر حکومت نے آفت سماوی کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور مجھے یہ کہنے میں خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس سال کافی کم غلہ باہر سے منگوانا پڑے گا۔ شاید جتنا ہم آج تک منگواتے رہے ہیں۔ اُس سے آدھا ہی منگوانا پڑے گا۔ اگر دوسرے ملکوں میں ایک ایکڑ سے ۵۰ سے ۱۰۰ من تک غلہ پیدا ہوسکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے ہاں بھی غذائی پیداوار کو نہ بڑھایا جاسکے۔

دیہات سُدھار

ہماری ہر طریقہ سے کوشش ہے کہ کسان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے اور ہم خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں ہر شخص کو دیہات سدھار کی تحریک مضبوط بنانے میں اپنا تعاون دینا چاہیئے۔ میں محکمہ دیہات سدھار کو بھی مبارکباد دیتا ہوں جس نے خواجہ

شمس الدین کی زیر سرکردگی قابل قدر کام کیا ہے۔ اور اس تحریک کا پیغام گھر گھر پہنچایا ہے۔ اس سال دیہات سدھار کے تعمیری کاموں کے لئے ۵ لاکھ روپیہ مخصوص رکھا گیا ہے۔

رفاہ عامہ

جس شاندار طریقے سے محکمہ رفاہ عامہ کے ملازمین نے دن رات ایک کر کے ذرائع آمد و رفت کو قائم رکھا ہے اس کے لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہر کسی کو خیال تھا کہ مہینوں تک ذرائع آمد و رفت ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ مگر چند ہی دنوں میں ٹریفک کو چالو کر دیا گیا۔ اور ایک بڑی مشکل پر قابو پایا گیا۔

سوشل ویلفیئر منسٹری کو اس سال قائم کر کے ضابطے کے مطابق کافی فنڈز مہیا کئے گئے ہیں اور جو مسائل اس وقت منسٹری کے سامنے ہیں ان کو بڑے اچھے طریقے سے سلجھایا۔

صنعتیں اور پاور

صنعتی ترقی کے لئے بھی خاطر خواہ کوشش کی جا رہی ہے۔ جموں اور کشمیر میں نئے کارخانے عنقریب وجود میں آ رہے ہیں اور کچھ کارخانوں پر جلد کام شروع ہو رہا ہے۔ کشمیر میں لیدر وٹی پروجیکٹ کی سروے کی جا رہی ہے۔ اور امکان ہے کہ وادی میں مزید ۵ ہزار کلو واٹ بجلی پیدا کی جائیگی۔ اسی طرح جموں میں بھی سلال پروجیکٹ کا سروے کیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں ابتدائی اقدامات کئے گئے ہیں۔

پینے کے پانی کی بہم رسانی کے لئے کافی رقومات مخصوص کی گئی ہیں۔ اور اس کے لئے کئی دو درجن سکیموں پر بڑی سرگرمی سے عمل ہو رہا ہے۔ کنڈی ایریا کو پانی سے سیراب کرنے کے لئے پرتاپ کنال، توی کنال اور بارڈر کنال کو جلد از جلد بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

دیگر مسائل

قلیل تنخواہ پانیوالوں کا جہاں تک تعلق ہے۔ ان کو ریلیف دینے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ اور یہ معاملہ حکومت کے سامنے زیر غور ہے۔ میں ممبروں کو یقین دلاتا ہوں کہ بجٹ میں کافی رقم غیر مخصوص مدوں کے لئے بھی رکھی گئی ہے۔ اور اس کے لئے ممبران نے اپنے اپنے علاقہ جات کی جو مشکلات بتلائی ہیں ان کو دور کیا جائے گا۔ ہم تعمیری نکتہ چینی کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ مجھے خوشی ہوگی اگر ممبر مختلف شعبوں کا مطالعہ کر کے اس بارے میں حکومت کو مفید مشورہ دینگے۔

ہند سے الحاق

سیاسی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا تقسیم ہند سے پہلے ہی ہم نے حالات کا اچھی طرح سے جائزہ لے لیا تھا۔ اور اچھی طرح سوچ وچار کر لیا تھا کہ ہماری اقتصادیات اور ہماری تجارت کو کہاں بڑھاوا مل سکتا ہے۔ اور نیشنل کانفرنس نے جو تحریک جمہوریت اور سیکولرازم کی بقا کے لئے شروع کر رکھی ہے۔ وہ کہاں پر پنپ سکتی ہے۔ ان تمام امور پر اچھی طرح سے غور و فکر کے بعد ہم نے جمہوریہ ہند کے ساتھ رشتہ جوڑا۔ اور اس سے ریاست کے لوگ ترقی اور خوشحالی کی راہ پر تیزی سے آگے بڑھینگے۔

شیخ عبداللہ کا انحراف

۱۹۵۲ء میں کئی آدمی اپنے راستہ سے بھٹکنے لگے۔ تحریک کا سردار ہی تحریک کا ساتھ نہ دے سکا اور تحریک کو درہم برہم کرنے کی حد تک چلا گیا۔ اُنہوں نے نہ صرف کشمیر میں بلکہ ساری دُنیا کے سامنے کشمیر کے ہندوستان سے اٹوٹ الحاق کا نعرہ بلند کیا تھا۔ اور آئین ساز اسمبلی کو با اختیار ادارہ قرار دیا تھا۔ مگر انہوں نے اپنے ہی کئے ہوئے وعدوں کو جھٹلانا شروع کر دیا اور تعمیر کی بجائے تخریب کے راستے پر چلنا شروع کر دیا جس پر انہیں اگر چلنے دیا جاتا تو ملک میں آگ لگ جاتی اور سارے برصغیر میں تباہی پھیل جاتی۔ اس وقت ہم نے ہمت اور جرأت سے کام لیا۔ اور ملکی مفاد کی خاطر انہوں ہی کے خلاف مناسب کاروائی کی۔ اگر ہم اس عزم اور ارادہ کا مظاہرہ نہ کرتے تو یہاں کا نقشہ کچھ اور ہی ہوتا۔ نہ یہ ایوان رہتا اور نہ ملک۔ لیکن ہم نے اصول کی خاطر دوستی کو قربان کیا۔ اور شیخ عبداللہ کو نہ صرف لیڈرشپ سے ہٹایا بلکہ گرفتار بھی کیا۔ ملک کی سلامتی اور یکجہتی کے لئے یہ قدم ضروری تھا۔ بہرحال باوجود مشکلات کے ہم آگے بڑھتے چلے گئے اور یکے بعد دیگرے ترقی کی منزلوں کو طے کرتے رہے۔ ہم نے عوامی الحاق کے فیصلہ پر آئینی مہر ثبت کر کے اس مسئلہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے طے کر دیا۔ اور لوگوں کو ایک ایسا شاندار آئین دیا جو ان کی خواہشات اور امنگوں کی پوری پوری ترجمانی اور عکاسی کرتا ہے عوام نے ان فیصلہ جات کی تائید و تصدیق کئی دفعہ کی اور اس کا سب سے بڑا ثبوت اس وقت ملا جب قانون ساز اسمبلی کے انتخابات میں ۷۵ میں سے ۶۹ نمائیندے نیشنل کانفرنس کے منتخب ہوئے مگر ہماری بدقسمتی تھی کہ ہمارے ہی کچھ ساتھی ہم سے ناراض ہو گئے اور ہم سے علیٰحدگی اختیار کر لی۔ اس کا مجھے بیحد دُکھ ہے۔ کیونکہ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ایسے وقت پر جبکہ اتحاد کی سب سے زیادہ ضرورت ہو ہم ایک دوسرے کا مقابلہ کریں۔

تخریبی کاروائیاں

آج وطن دشمن اور تخریب پسند عناصر موقعہ کی تاک میں بیٹھے ہیں۔ اور ہر طرف سے تباہی پھیلانے کے درپے ہیں۔ خطرناک ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ہمارے بچے سکول جاتے ہیں تو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ واپس بھی آئیں گے یا نہیں۔ توڑ پھوڑ کی کاروائیاں جاری ہیں۔ اور اگر اس وقت بھی کوئی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا کر بیٹھے تو اس سے ملک کا کوئی بھلا نہیں ہو سکتا۔ ایسے وقت میں ہمارا یہ فرض بن جاتا ہے کہ ہم ملک کی سلامتی اور آزادی کی حفاظت کیلئے متحد ہو کر مقابلہ کریں۔

شیخ عبداللہ کی رہائی

ہم نے شیخ صاحب کو نظربندی کی حالت میں ہر طرح کی سہولتیں مہیا کیں دُنیا بھر کی کتابیں، رسالے اور اخبار ان کو بھیجے تاکہ وہ بدلے ہوئے حالات کا جائزہ لیں اور دیکھیں دُنیا میں کیا کچھ ہو گیا ہے۔ چنانچہ ان کو رہا کیا گیا کہ وہ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں اور تقریریں کر سکتے ہیں۔ لیکن رہائی کے صرف چند گھنٹوں کے بعد ہی جیسا کہ شری ڈی۔ پی۔ دھر نے ۔

کہا ہے۔ انہوں نے "تیار بہ تیار" اجتماعوں میں ان باتوں کو چیلنج کرنا شروع کر دیا جو ہماری بنیاد ہیں اور جن کو ہم سب نے مل کر طے کیا ہے۔ اس کے لئے شیخ صاحب نے جو حربے استعمال کئے وہ تمام دنیا کے سامنے ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ان کی رہائی کے بعد اخبار نویس انہیں ملے۔ قومی اخبارات کے نمائندے ملے۔ بدیشی اخبارات کے نمائندے انہیں ملے۔ ٹائمز لندن۔ روزنیقل کر بجیا اور دوسرے بڑے بڑے اخبار نویس بھی انہیں ملے۔ ان کے سامنے شیخ عبداللہ نے جو بیانات دیئے اس سے عیاں ہو گیا کہ وہ الحاق کے بارے میں اپنے سابقہ وعدوں، اعلانوں اور تقریروں سے انحراف کر چکے ہیں۔ اور وہ بدستور غلط راہ پر جا رہے ہیں۔ وہ آزاد ریاست کے معنوں میں سوچ رہے ہیں اور اس ریاست کو بین الاقوامی سازشوں کی آماجگاہ بنا کر اور ان کے دائرے کو وسیع بنانے اور بقائے انسانیت کی کوششوں کو تتر بتر کرانے کے درپے ہیں۔ ان کی تحریک ریاست کو ٹکڑے کرنے کی تحریک ہے۔ کشمیر کو کوریا بنانے کی تحریک ہے۔ ہندوستان کے نقشے کو بگاڑنے کی تحریک ہے۔ جس سے کسی کا بھلا نہیں ہوگا۔ رائے شماری اور خبری آزادی کے نام پر ریاست کو تباہ کرنے کی جو کوشش کی جائیگی۔ ظاہر ہے کہ اس کا سختی سے اور ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ اگر کسی ممبر کو ان کی تقریروں کے بارے میں اب بھی شبہ ہو تو ہمارے پاس شیخ عبداللہ کی تقریروں کے باقاعدہ ریکارڈ موجود ہیں۔

آج شیخ عبداللہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ریاست کا الحاق ہری سنگھ نے کیا تھا لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ سنہ ۱۹۵۲ء میں اس الحاق کی تصدیق و تائید کس نے کی اور لال چوک میں لاکھوں آدمیوں کے سامنے کس نے اس الحاق کو اٹوٹ کہا۔ اور سیکیورٹی کونسل میں کس نے کہا کہ پاکستان کو کشمیر کے بارے میں ایک لفظ بھی بولنے کا حق نہیں کیونکہ اس نے ریاست کے نہتے عوام پر غاصبانہ حملہ کر رکھا ہے۔ یہ شیخ صاحب ہی تھے جنہوں نے یہ سب کچھ کہا تھا۔

آئین ساز اسمبلی کے ۷۵ میں سے ۶۹ ممبروں نے اس الحاق کی تصدیق کی۔ اور یہ مسئلہ اٹل اٹوٹ ہو گیا۔ ایک آدمی کے ہٹائے جانے سے اس فیصلے میں نہ کوئی فرق پڑا ہے۔ نہ پڑیگا۔ رائے شماری کی رٹ لگانا آئین ساز اسمبلی کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔ بلکہ ہماری بنیاد کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔ ظاہر ہے کہ اس نعرے اور سول لبرٹیز کی آڑ میں یہاں انتشار اور اتھل پتھل کرنے کی ہر کوشش کی پوری مزاحمت کی جائیگی۔

حضرت بل کا واقعہ

سول لبرٹیز کا لحاظ رکھتے ہوئے ہم نے شیخ صاحب کو اظہار خیال کا موقعہ دیا۔ اور اگرچہ ہم نے سنہ ۱۹۵۳ء سے پہلے بھی فیصلہ کیا تھا کہ حضرت بل یا کسی دوسرے مذہبی مقام کو سیاسیات کا اکھاڑہ نہیں بنایا جائے گا۔ لیکن شیخ صاحب نے وہاں تقریروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور وہ اتنا حد سے زیادہ بڑھ گئے کہ انہوں نے علی الاعلان کہا کہ شخصی [illegible]

کا جو کارکن ملے، اُسے ختم کر دو۔ جو لوگ وہاں گئے تھے وہ کسی سیاسی مقصد کے لئے نہیں بلکہ مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لئے گئے تھے۔ کیونکہ ہر سال وہاں لاکھوں لوگ اسی غرض کے لئے جاتے ہیں۔ وہاں اوقاف کمیٹی کے ممبر گئے، معتقدین گئے۔ لیکن وہاں شیخ صاحب نے تشدد کی تبلیغ کی۔ مولوی سعید صاحب اور اُنکے دوسرے رفیق ان کے ساتھ تھے اور نیشنل کانفرنس کارکنوں پر ایسا شدید حملہ کیا گیا جو جارحیت کی ایک مثال تھا۔ اور غنڈہ گردی کا بدترین مظاہرہ۔ افسوس ہے کہ ڈیمو کریٹک نیشنل کانفرنس کا جو کمیشن وہاں گیا۔ اُس نے حقائق سے آنکھیں مُوند لیں۔ اُس کی نظر شہید بانڈے پر نہ پڑی۔ درجنوں نیشنل کانفرنس کارکنوں ڈاکٹروں اور کمپونڈروں کا اُنہوں نے ذکر نہ کیا۔ ظالموں کی طرف اُس کی توجہ مبذول نہ ہوئی۔ بلکہ اُنہوں نے لکھ دیا کہ صرف تین نیشنل کانفرنسی زخمی ہوئے ہیں [اس موقعہ پر بخشی صاحب نے شہید بانڈے کے علاوہ ۳۶ دوسرے زخمی اشخاص کے نام ایوان میں پڑھ کر سنائے]

میں اُس وقت دہلی میں تھا اور مجھے وہیں اس سانحہ کے متعلق انسپکٹر جنرل پولیس کا تار ملا۔ اس تار میں لکھا تھا۔ کہ کس طرح شیخ صاحب کے چیدہ چیدہ ساتھیوں کی سرکردگی میں غنڈوں نے پُرامن شہریوں اور نیشنل کانفرنس کے ورکروں پر بلوہ بول دیا اور نتیجہ کے طور پر کئی ایک ڈاکٹر، کمپونڈر، اخبار نویس سنٹری انسپکٹر اور نیشنل کانفرنس کے ورکرز شدید طور پر زخمی ہوئے۔ تار میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ غنڈوں نے موقعہ پر موجود فسٹ ایڈ سنٹر کو بھی بالکل تباہ کر دیا۔ اور خیموں کو اکھاڑ پھینکا اور کئی خیموں کو آگ لگا دی۔ تار کے آخیر میں بتایا گیا تھا کہ نیشنل کانفرنس کا ایک ورکر مسٹر محمد الدین بانڈے جو شدید طور پر زخمی ہوا تھا دم توڑ گیا ہے۔ [بخشی صاحب نے اس تار کی نقل ایوان کے سامنے رکھدی]

یہ بیان حکومت کے ایک ذمہ دار آفیسر کا ہے۔ اور اس کے بعد بھی اگر آواز اُٹھائی جائے کہ اس واقعہ کی جوڈیشل انکوائری کروائی جائے تو یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ آخرکار یہ دو پارٹیوں کا جھگڑا تھا۔ حکومت اور کسی پارٹی کا نہیں۔ اس لئے عدالتی تحقیقات کا سوال کہاں سے آیا۔ حکومت نے تو اس سلسلہ میں جو مناسب تھا کیا۔ یعنی جن لوگوں کو اس تعلق میں پکڑا گیا ہے ان کے خلاف باقاعدہ عدالت میں ضابطے کے تحت چالان کیا جا رہا ہے۔ آج رضیزدہ صاحب کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کی تقریر سننے کے لئے تین لاکھ آدمی حضرت بل گئے تھے۔ میں اس امر کی پُرزور تردید کرتا ہوں۔ تین لاکھ آدمی جمع ہوئے ہونگے۔ لیکن کسی کی تقریر سُننے کے لئے نہیں بلکہ اپنی مذہبی رسومات کی ادائگی کے لئے جیسے کہ وہاں برسوں سے دستور چلا آیا ہے۔ یہ بات بھی غلط ہے۔ بے بنیاد اور مضحکہ خیز ہے کہ ۹۰ فی صدی لوگ شیخ عبداللہ کے ساتھ ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ ۹۰ فی صدی لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ نیشنل کانفرنس اور الحاق کے ساتھ ہیں۔

الحاق کے دشمن مجرم | الحاق کو کمزور کرنے کی جو بھی کوشش کی جائے۔ وہ ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے

آئین کی دفعہ ۳ اور ۵ میں یہ بات مکمل طور پر واضح کی گئی۔ کہ یہ الحاق ناقابل تنسیخ ہے۔ اور جو کوئی شخص اسے کمزور کرے وہ جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔

آج ہم سب لوگ ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ یہ کشتی محفوظ ہے، تو سب محفوظ ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ کشتی ہی ڈوب گئی تو انجام یکساں ہوگا۔

ڈیموکریٹک نیشنل کانفرنس نے سرینگر میں اپنا جو کنونشن بھیجا۔ اس کا کہنا ہے کہ حکومت نے جو کچھ بھی کیا ہے، غلط کیا ہے۔ اور اُسے سیاسی سطح پر حالات کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ میں پوچھتا ہوں۔ اگر حکومت کشمیری ریاست کی ان بنیادوں کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ جن پر سٹیٹ قائم ہے تو پھر اس کشمیری اور ان قوانین کا کیا فائدہ! بہرحال اس سلسلہ میں حکومت اپنے فرض سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اور ریاست میں امن وامان کو خراب کرنے کی ہر کوشش کو سختی سے ناکام بنایا جائے گا۔ ہم دیش کی سلامتی، ایک جہتی اور آزادی کے سوال پر کسی سے سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی کوئی رعایت کریں گے۔

تخریبی سازشیں

میرے پاس دستاویزات ہیں کہ ریاست میں قاسم رضوی کے رضاکاروں جیسی تنظیم کو منظم کرنے کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے تاکہ پھر اس ماحول کو بگاڑ کر لوٹ مار کا بازار گرم کیا جا سکے۔ میں جانتا ہوں یہ روپیہ کہاں سے آ رہا ہے۔ اور پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ روپیہ کس لئے اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ اس چیز کو کس حد تک برداشت کیا جا سکتا ہے۔ حکومت جب اس سلسلہ میں مناسب ایکشن لیتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ زیادتی کی جا رہی ہے۔ اور اگر کچھ نہیں کیا جاتا تو بھی نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ کیسی عجیب بات ہے!

امن وامان قائم رکھا جائیگا

مسٹر دیز دوے نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔ اگر شیخ عبداللہ کو گرفتار کیا گیا تو دوبارہ خون کی ہولی ہوگی۔ حکومت نے جب چاہا شیخ عبداللہ کو چھوڑ دیا۔ میں نہیں بتا سکتا کہ حکومت کیا کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ ریاست میں لاء اینڈ آرڈر کو سختی سے قائم رکھا جائے گا۔ اور ریاست میں نہ کبھی خون کی ہولی کھیلی گئی ہے اور نہ آئندہ کھیلنے دی جائے گی۔

میں ہر ذی ہوش سے اپیل کروں گا کہ وہ ریاست میں پُرامن اور سازگار ماحول قائم رکھنے میں مدد دے اور جہاں تک ممکن ہو بنیادی باتوں کو مضبوط بنانے کی کوشش کرے۔ جہاں تک دلائل سے حقائق منوانے کے طریقے کا تعلق ہے اُسے ہم آزما چکے ہیں، صادق صاحب اُسے آزما چکے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں انہوں نے نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی میں اس طریقے کو آزمایا۔ پھر شیخ صاحب کو خط بھی لکھے۔ لیکن اس کا فائدہ کچھ نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ قریب ہوں اور یہ طریقہ چلانا چاہتے ہوں۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ غیر یقینیت کی تلوار ہمیشہ اس ریاست کے عوام کے گردن پر رہے۔ جونہی ریاست ترقی کی

جانب تیزی سے گامزن ہونے لگتی ہے، تو کوئی نہ کوئی فتنہ پیدا کر دیا جاتا ہے تاکہ ہمارا دھیان نہروں سڑکوں اور دوسرے ترقیاتی منصوبوں سے ہٹ جائے۔ لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر ممکن کوشش کر کے ان سیلابوں کا مقابلہ کرینگے۔ ہم نے سیاسی طور پر مقابلہ بھی کیا ہے اور کرینگے۔ ۲۶ جنوری کو جو مظاہرہ لاکھوں انسانوں نے لال چوک میں یوم جمہوریہ پر کیا وہ کون لوگ تھے۔ جے ہند، پنڈت نہرو زندہ باد، الحاق زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ پھر ۶ فروری کو جموں میں شان و شوکت کے ساتھ جنہوں نے یوم الحاق منایا اس میں کون شریک تھے؟ وہ لوگ ہی تھے اور انہی پر ہمارا انحصار ہے۔

وطن دشمن جماعتیں

جہاں تک پولیٹیکل کانفرنس اور رائے شماری محاذ کا تعلق ہے ان کے متعلق صادق صاحب نے صرف ۹ ماہ پیشتر خود ہی کہا تھا کہ پولیٹیکل کانفرنس اور محاذ رائے شماری انتشار پسند اور تخریب پسند تنظیمیں ہی ہیں۔ آج ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان تخریب پسند عناصر کو آگے نہیں بڑھنے دیا جائے گا۔ میرا راستہ وہی ہے جو ۱۹۴۷ء میں تھا۔ اور ہم اس رشتہ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کر رہے ہیں جو ہم نے ۱۹۴۷ء میں قائم کیا تھا۔ اور ہمیشہ آپ نے کہا۔ ہو سکتا ہے کہیں پر ہم سے کوتاہی ہو گئی ہو۔ اور کوئی مجھ سے ناراض ہو۔ مگر اس کو وطن سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وزارت کسی کی وراثت نہیں ہے۔ کئی بخشی آئیں گے اور چلے جائیں گے مگر وطن اپنی جگہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔"

ہم فرشتے نہیں۔ ہم سے غلطیاں سرزد ہو گئی ہیں اور ہم غلطیوں کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ ہم جہاں تعمیری نکتہ چینی کا خیر مقدم کرتے ہیں وہاں تخریبی کارروائیوں اور وطن دشمن حرکات کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جموں کشمیر کے عوام کو پورے جمہوری حقوق اور شہری آزادی حاصل ہے۔ عبادت گاہوں میں عبادت کی آزادی بھی سب کو حاصل ہے لیکن جو لوگ سول لبرٹیز کے نام پر آزادی کو سلب کرنے کی کوشش کرینگے۔ ان کے خلاف کارروائی کرنے میں حکومت کوئی دریغ نہیں کریگی۔

شائع کردہ: محکمہ اطلاعات جموں و کشمیر

(دیوان پریس جموں)